چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی

اجلاس

منعقدہ یک شنبہ مورخہ ۱۷ جون سنہ ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۳ ذیقعد سنہ ۱۴۱۰ھ

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲	رخصت کی درخواستیں۔	۲
۳	تحریک استحقاق منجانب میر ظفر اللہ خان جمالی۔ (واپس لے لی گئی۔)	۳
۴	ضمنی میزانیہ (بجٹ) بابت سال ۱۹۸۹-۹۰ء "پر عام بحث" معزز اراکین جنہوں نے اظہار خیال کیا۔ (i) میر ظفر اللہ خان جمالی (ii) نواب محمد اسلم رئیسانی (iii) میر محمد ہاشم شاہوانی (iv) سردار محمد خان باروزئی۔	۱۶
۵	ضمنی مطالبات زر کی منظوری۔	۲۴

بلوچستان صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ

اسپیکر ——— جناب ظہور حسین خان کھوسہ۔

ڈپٹی اسپیکر ——— جناب عنایت اللہ خان بازئی۔

آفیسران اسمبلی

سیکرٹری اسمبلی ——— مسٹر اختر حسین خاں۔

جائینٹ سیکرٹری ——— محمد حسن شاہ۔

ڈپٹی سیکرٹری اوّل ——— مسٹر محمد افضل

رپورٹ

چوتھی بلوچستان صوبائی اسمبلی کا چودھواں بجٹ اجلاس

۱۷ جون سنہ ۱۹۹۰ء بمطابق ۲۳ ذیقعد سنہ ۱۴۱۰ھ بروز یکشنبہ زیر صدارت اسپیکر

جناب ظہور حسین خان کھوسہ

۷ بجے شام۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ از

مولوی عبدالمالک برشوری

الذین ... اتقوا اللہ ... القدمن الربوا ان کنتم مؤمنین ۰ فان لم
افا... بحرب من ... وان تبتم فلکم رؤس اموالکم
ون... تظلمون ۰ ... ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ
تصد... اخیر لکم ان کنتم تعلمون ۰ (صدق اللہ العظیم)

ترجمہ :- اے ایمان والو! اللہ کا تقوی اختیار کرو/ اور جو کچھ سود سے باقی رہ گیا ہے
ی چھوڑ دو/ (اگر تم مؤمن ہو تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیئے) پھر اگر تم نہیں چھوڑتے/ تو اللہ اور
رسول سے جنگ کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ/ اگر تم تائب ہو جاؤ/ تو اصل رأس المال تمہارا ہے/ نہ تم کسی
و، اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے/ اور اگر کوئی تنگدست ہے، تو اس کو فراغت ہونے تک مہلت
ہیے/ اور اگر تم بخش دو، تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔

(وما علینا الا البلاغ)

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر۔
سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔ اگر ہوں تو۔

مسٹر اختر حسین خان (سیکرٹری اسمبلی)
مولانا فیض اللہ اخوندزادہ ایم پی اے نے اپنی ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۰ جون ۱۹۹۰ء سے تا آخر اجلاس سے رخصت طلب کی ہے۔

جناب اسپیکر۔
سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔
جناب نور محمد صراف (ایم پی اے) ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اس لئے انہوں نے مورخہ سترہ جون ۹۰ء سے آخر سیشن تک اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔
مولانا عصمت اللہ صاحب (ایم پی اے) نے اسمبلی کے موجودہ سیشن سے اپنی ذاتی مصروفیات کی وجہ سے رخصت طلب کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کیجائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی۔
میر صابر علی بلوچ (ایم پی اے) نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج کیلئے اجلاس سے رخصت طلب کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کیجائے؟
(رخصت منظور کی گئی)

تحریک استحقاق

جناب اسپیکر۔
میر ظفر اللہ خان جمالی صاحب کی ایک تحریک استحقاق ہے۔ معزز رکن اپنی تحریک استحقاق ایوان میں پیش کریں۔

Mir Zafarullah Khan Jamali

Mr. Speaker Sir! This is to request you that the Privilege of this Honourable House has been breached today in a manner, that the Assembly Secretariat has issued orders of the day for today 14th June, that the Budget for 1990-91 would be presented by the Finance Minister, (copy attached), whereas the project is being presented by the Minister for Law and Parliamentary Affairs and Agriculture, on authorisationly the Chief Minister.

This is in total continuation of the orders of the day, which has proved a blatant lie, and hence the privilege of the House has been breached.

I request the proceedings of the House be stopped atonce, as what ever is being slave, it is in contiavention of the orders of the day.

The House be permitted to discuss on this.

Thank you.

جناب اسپیکر۔

تحریک استحقاق جو پیش کی گئی ہے کہ:-

آپ سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس معزز ایوان کا استحقاق آج اس طرح مجروح ہوا کہ اسمبلی سیکرٹریٹ نے آج ۱۴ جون کا جو آرڈر آف دی ڈے (ایجنڈا) جاری کیا تھا۔ وہ یہ ہے کہ ۱۹۹۰-۹۱ کا بجٹ وزیر خزانہ پیش کریں گے۔ (نقل) منسلک ہے جبکہ بجٹ وزیر قانون و پارلیمانی امور نے وزیر اعلیٰ کی طرف سے اختیار ملنے پر پیش کیا۔

یہ امر آرڈر آف دی ڈے (ایجنڈے) کی مکمل نفی ہے اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ اس طرح ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

میں درخواست کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی فی الفور روک دی جائے کیونکہ جو بھی کارروائی ہو رہی ہے وہ ایجنڈے کے خلاف ہو رہی ہے۔ اس ایوان کو اس پر بحث کی اجازت دی جائے۔

شکریہ۔

جناب اسپیکر۔

ظفر اللہ جمالی صاحب کیا آپ اپنی تحریک استحقاق پر کچھ کہنا چاہیں گے ؟

میر ظفر اللہ خان جمالی۔

جناب اسپیکر ! اسمبلی کی روایت رہی ہے اور طریق کار ہے کہ جو آرڈر آف دی ڈے میں درج ہوتا ہے اسکے مطابق اسمبلی کی کارروائی ہوتی ہے۔ جناب والا ! میں جانتا ہوں کہ بارہ تاریخ کو ہمارے جمعیت العلمائے اسلام کے دوست حکومت سے الگ ہو گئے۔ جب وزیر اعلیٰ کراچی میں تھے اس سے غالباً کچھ افراتفری کوئٹہ شہر میں ہوئی ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کس طرح سے ہم اسکے ساتھ deal کریں چودہ تاریخ کے بجٹ کے بارے میں بہرحال بجٹ حکومت کا معاملہ تھا اس میں کافی گنجائش تھی اور وزیر اعلیٰ صاحب کو اختیار تھا کہ وہ کسی وزیر کو authorise کریں تاکہ وہ بجٹ پیش کرے مگر جناب والا ! جو ٹیکنیکل بات تھی وہ وزیر اعلیٰ کسی وزیر کو بھی authorise کر سکتے ہیں جب کابینہ میں کوئی فنانس منسٹر نہ ہوں کیونکہ اس وقت بھی کابینہ میں فنانس منسٹر موجود نہیں تھے تو جہانتک authorisation کا تعلق ہے تو اسکی نوٹیفیکیشن ہوئی تھی کہ وزارت خزانہ کا پورٹ فولیو واپس انکے پاس ہے وہ کسی کو authorise کر سکتے ہیں لیکن شاید آج تک موجود نہ ہو اگر چہ چودہ تاریخ کو کسی کو Notify کیا گیا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ میں جانتا ہوں کہ سیکرٹری سروسز نے شاید یہ کیس putup کیا ہوا ہے کہ جب کوئی محکمہ خالی ہو جائے تو خود بخود وزیر اعلیٰ کے پاس چلا جاتا ہے۔ جناب والا ! جب تک کابینہ نہیں بنتی اور حلف نہیں اٹھا لیتی ہے تو آٹومیٹکلی

(خود بخود) تمام کے تمام پورٹ فولیوز وزیر اعلیٰ کے پاس ہوتے ہیں اس کے بعد جو گورنمنٹ بنتی ہے وزیر بنتے ہیں۔ وزراء صاحبان حلف لیتے ہیں ان کا نوٹیفیکیشن ہوتا ہے اس کے بغیر نہ تو کوئی وزیر بن سکتا ہے اور نہ کوئی وزیر کہلا سکتا ہے جب تک یہ نوٹیفیکیشن نہ ہو جائے کہ فلاں فلاں ایم پی اے صاحبان کو فلاں فلاں محکمہ ملا ہے اور وہ صاحب بحیثیت وزیر اس محکمہ کے وزیر حلف لیتے ہیں۔ اس وقت ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس کے بعد جب کوئی پورٹ فولیو خالی ہوتا ہے وہ آٹومیٹکلی واپس نہیں جاتا۔ تاوقتیکہ اس رولز آف ایڈمنسٹریشن کے مطابق نوٹیفیکیشن نہ ہو جائے۔ کہ it reverts back to Chief Minister میرے اپنے اندازے کے مطابق ٹیکنیکل گراؤنڈز پر ہو سکتا ہے میرا اندازہ صحیح ہو یا غلط ہو، اس دن سیکرٹری صاحب نے مجھے چیمبر میں کہا تھا کہ ہم نے نوٹیفیکیشن کیا ہے میں نے کہا اگر آپ نے نوٹیفکیشن کیا ہے تو لائیے مجھے اس کی کاپی دیجیئے میں سمجھتا ہوں دونوں سیکرٹری صاحبان نے یوں ہی ہانک دیا کہ یہ بالکل صحیح ہوا انہوں نے میں سمجھتا ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کی خوشنودی کی خاطر کہدیا میں نے اس بارے میں ڈسکشن کرنا تھی اور یہ میرا پرلویلج پوائنٹ تھا کہ ہاؤس کے سامنے جو آرڈر آف دی ڈے رکھا گیا اسے میں پڑھکر سناتا ہوں۔ جناب اسپیکر وہ یہ ہے کہ۔

"Finance Minister to present budget for the year, 1990-91. Finance Minister to present Supplementary Budget for the year, 1989-90".

جناب اسپیکر! میں نے متعدد بار اس دن گذارش کی لیکن آپ نے بولنے کی اجازت نہ دی۔ کیونکہ اسمبلی کے آداب کا تقاضہ تھا نیز بجٹ تقریر بھی ہو رہی تھی اور اسمبلی کی روایت ہے لہٰذا میں آپکے کہنے پر بیٹھ گیا۔ اور اس لئے میں مجبور تھا کہ اس پر ایک تحریک استحقاق پیش کروں اور دوسرے دن ایک نوٹیفیکیشن کی کاپی ہماری میز پر رکھی گئی جس

پر لکھا تھا۔

"In exercise of power conferred by clause (A) sub Rule 1 of Rule (2) of the Provincial Assembly Rules of Procedure Conduct of Business 74. The Chief Minister of Balochistan is pleased to authorize Mr. Saeed Ahmed Hashmi Minister of Law and Parliamentary Affairs & Agriculture to perform the duties of Finance Minister."

تو رولز آف پروسیجر میں ہے کہ وزیر خزانہ کو کہیں ایمرجنسی ہو جاتی ہے بیمار پڑ جاتا ہے تو اسکو رولز اجازت دیتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کسی اور وزیر کو اجازت دے دیں کہ وہ بجٹ پیش کریں یہ ان کا حق ہے مگر جب فنانس منسٹر کابینہ میں ہو اور جب فنانس منسٹر کابینہ میں نہیں تھا اس کی نوٹیفکیشن نہ ہو سکی تو کس قانون کے تحت وزیر اعلیٰ صاحب نے سعید ہاشمی کو یہ اختیار دیا کہ آپ یہ بجٹ پڑھیں اور یہ ہاؤس کے آرڈر آف ڈے سے مخالف ہے جب ہاؤس کے پاس آرڈر آف ڈے آیا ہے اور جس کو آپ لوگوں نے چھاپا ہے اسمیں تو لکھا ہے کہ یہ فنانس منسٹر پیش کریگا۔ اور جب فنانس منسٹر نہیں ہے تو وزیر اعلیٰ کی طرف سے کسی کو تھورائیز authorize کیا جاتا کہ وہ یہ ڈیوٹی پر فارم کرے۔ یہ نہیں بتایا گیا ہے۔ یا تو پھر یہ اس اسمبلی سیکرٹریٹ کی غلطی ہے جو کہ آپ نے اس ہاؤس کے تقدس کو مجروح کیا ہے یا ٹریژری بنچز نے ایوان کے وقار کو مجروح کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ کہ آپ آرڈر آف دی ڈے ایک دیں اور ایوان میں کام کچھ اور ہو۔ یہ تو متضاد کام اسمبلی میں ہوا۔ پچھلے دفعہ بھی اجلاس آرڈر آف دی ڈے کچھ اور تھے اور اس وقت بھی تمام قواعد کو نظر انداز کیا گیا کہ سوالات کے بعد اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی ہوا۔ جبکہ ایجنڈا پر کام تھا۔ یہ کبھی بھی کسی اسمبلی

میں نہیں ہوا ہے یہ دنیا کی کسی اسمبلی میں نہیں ہوا ہے یہ ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ یہاں ٹریژری بنچز کی اکثریت ہے۔ آپ کے توسط سے میں لیڈر آف دی ہاؤس سے بھی یہ گذارش کرونگا کہ جناب والا ایسی کارروائی چلائیں کہ ایوان کا تقدس مجروح نہ ہو تو ٹھیک ہے اور آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں ہمیں آپ سے انصاف کی توقع ہے حالانکہ میں اس دن کے متعلق بہت کچھ عرض کر سکتا تھا۔ وہ دن خیر اب گزر چکا ہے تو اب میں یہ توقع رکھ سکتا ہوں کہ جو بھی زیادتی ہوئی ہے اس میں کسی کی بھی غلطی ہو چاہے ٹریژری بنچز کی ہے، چاہے اسمبلی سیکرٹریٹ سٹاف کی ہے کیونکہ آپ سب مل بیٹھ کر ایوان کے لئے کام کرتے ہیں مگر آپ دونوں کی غلطی ہے حالات کچھ بھی ہوں ایمرجنسی کچھ بھی ہو اس کی وجہ سے ہاؤس زک میں کیوں آئے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اسکا ازالہ یا تو آپ کر سکتے ہیں کہ ایسی چیزیں آئندہ ہاؤس میں نہ ہوں جو آپ آرڈر آف دی ڈے ایوان میں دیں آپ ایوان کی کارروائی اس کے مطابق چلائیں یہ آپ کا حق ہے۔ مگر اس کے برخلاف کارروائی کبھی نہ ہو اور لیڈر آف دی ہاؤس سے بھی میری یہ گزارش ہے۔

جناب اسپیکر۔ وزیر قانون صاحب!

مسٹر سعید احمد ہاشمی (وزیر قانون)

جناب اسپیکر میں آپکے توسط سے اس ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ٹریژری بنچز کی نہ پہلے نہ آج اور نہ آئندہ کوشش ہوگی کہ میجارٹی کی وجہ سے کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے اس ایوان میں زک میں آئے یا اسمبلی کے قاعدہ کے خلاف ہو یا بلوچستان صوبائی اسمبلی کے رولز آف پروسیجر کی خلاف ورزی ہو۔ جیسا کہ معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ اس دن

ایوان کو جو آرڈر آف دی ڈے دیا گیا تھا

"Finance Minister to present Budget for the year, 1990-91 Finance Minister to present Supplementary Budget for the year, 1989-90."

اس دن وزیر اعلیٰ صاحب فنانس منسٹر تھے یہاں یہ بھی گزارش کرتا چلوں کہ میر صاحب نے جو یہ حوالہ دیا ہے کہ کیبنٹ یا وزراء بننے سے پہلے تمام کے تمام پورٹ فولیوز وزیر اعلیٰ کے پاس تھے اور وہ نوٹیفائی کر کے مختلف وزراء کو بانٹتے ہیں یہاں تک تو معزز رکن نے تسلیم کیا ہے یہ قدرتی بات ہے کہ جب تک کسی منسٹر کو پورٹ فولیو نہ دیا جائے یہ چیف منسٹر کے پاس ہوتے ہیں یہ بلوچستان کے رولز آف بزنس میں واضح ہے یہ پورٹ فولیو چیف منسٹر کے پاس نہیں ہوگا۔ وہ وزیر کو دے گا۔ قدرتی طور پر جو بھی پورٹ فولیو چیف منسٹر کے پاس ہے یہ اس کا اختیار ہے وہ کسی کو نامزد کر دے کسی وزارت کو چلانے کے لئے کسی دیگر وزیر کو کہہ دے۔ جہاں تک اس ایوان کا تعلق ہے اس کے اپنے قاعدے اور ضابطے ہیں اس میں فنانس منسٹر کون ہے اگر اسکی تعریف کو دیکھا جائے۔

"He shall be the person a Provincial Minister so nominated by the Chief Minister. Or in his absence so authorised by the Chief Minister."

For any other reason, I agree that on that day Finance Minister was sitting in the House. As Chief Minister of Balochistan he has portfolio of the Minister of Finance, but for some other reason which is provided in the Rule, he authorized me to present the Budget in the House or to Act as Finance Minister.

تو یہ عین رولز کے مطابق ہے مجھے سمجھ نہیں آتی ہے جو بھی قانون ہو اس کو لکھا تو ایک ہی جیسا جاتا ہے لیکن اس کا ترجمہ یا سمجھنے کے مختلف رنگ ہیں قانون تو ایک ہی ہوتا ہے

لیکن جب دو وکیل اس کی تشریح کرتے ہیں وہ مختلف پیرائے میں کرتے ہیں۔ معزز رکن نے اس کو اپنے رنگ میں سمجھا ہے لیکن جب ہم نے اس کو سمجھا اور پڑھا ہے جس چیز کا میر صاحب نے ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ

"Specially in the case of Finance Minister. In case of F.M. he can authorize any other Provincial Minister to act as Minister and this was done that morning.

یہ میزوں پر رکھے گئے۔ یہ ان کا اپنا خیال ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے لئے کسی نوٹیفیکیشن کی ضرورت نہیں ہے اگر ایک منسٹر استعفیٰ پیش کرتا ہے اس کا پورٹ فولیو خود بخود خالی ہو جاتا ہے۔ تو یہ عہدہ وہیں چلا جاتا ہے جہاں سے آیا ہے جو بھی منسٹر ریزائین (resign) کرے گا اس کا قلمدان وزیر اعلیٰ کے پاس ہوگا۔ وہ کسی کو بھی کوئی کام یا وزارت سنبھالنے کے لئے کہہ سکتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ اس کیلئے کسی علیحدہ نوٹیفیکیشن کی ضرورت ہے تو میری درخواست ہوگی اب اس تحریک استحقاق کو رد کر دیا جائے۔ شکریہ۔

میر ظفر اللہ خان جمالی ۔

جناب اسپیکر! میں جناب سعید احمد ہاشمی صاحب کا بڑا مشکور ہوں۔ خدا ان کا جذبہ قائم رکھے کہ سب پورٹ فولیوز چیف منسٹر صاحب کے پاس رہیں اور وہ دیکھتے رہیں انکی طرف کہ کون کسی کو ملے۔ بہر حال جہانتک کوئی ایم۔پی۔ایز (M.P.A's) کو کونسے رنگ میں دیکھتا ہے یا کون ایم پی ایز کے متعلق کیا سمجھتا ہے۔ اسکی سمجھ اپنی ہے۔ چلیئے ان کو اس خوش فہمی میں رہنے دیتے ہیں کہ شائد اگر کہ انکی کارگزاری بہتر رہی اس امید پر کہ شائد بجٹ کے بعد یہ پورٹ فولیوز انہی کو مل جائے۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں، بے شک

ان کو دے دیں۔ یہ ان کا فیصلہ ہوگا۔ جناب والا! میں اتنک بھی اسی موقف پہ قائم ہوں اگر مولانا صاحبان بُرا نہ منائیں تو جناب جو میں نے چودہ تاریخ کو کہا ہے اس پر میں اب بھی قائم ہوں۔ بہرحال اس پہ آپ جو بھی رولنگ دینا چاہیں میں اسکا یقیناً منتظر رہوں گا۔

Without any grudge on without any aspersion on the Government or treasury benches.

مگر میں نے آخر میں صرف ایک چیز کہی تھی۔ میرے خیال میں شائد وزیر موصوف اسوقت سلپ (Slip) کر گئے ہیں۔ اگر کہ آئندہ کیلئے میں یہ بات، آپکے نوٹس میں اس لئے لانا چاہتا تھا کہ دوبارہ یہ غلطی سرزد نہ ہو جائے۔ کہیں اسمبلی سیکرٹریٹ سے یا ٹریژری بنچز آئندہ کے لئے ایسی کوئی غلطی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ سلجھا ہوا ہے۔ اگر اسے مزید الجھانا چاہیں تو بیشک اسے الجھا دیں۔ یہ انکی مرضی ہے۔ مزید میں اس بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔

وزیر قانون و وزیر خزانہ :-

جناب اسپیکر! میں دوبارہ دوہرا دیتا ہوں۔ میں نے اپنی بات اس سے شروع کی تھی کہ نہ پہلے، نہ آج اور نہ آئندہ ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ کوئی غیر آئینی اور غیر قانونی بات کی جائے۔ میں دوبارہ اسکی تجدید کرتا ہوں اور میر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ جیسے پہلے ہم نے نہیں کیا آئندہ بھی ایسا نہیں کرینگے۔

میر ظفر اللہ خان جمالی :-

جناب اسپیکر میں اس پہ زور نہیں دیتا۔ میں اپنی تحریک کو واپس لیتا ہوں۔

جناب اسپیکر۔ محرک نے اپنی تحریک واپس لے لی ہے۔

(محرک نے اپنی تحریک استحقاق واپس لے لی)

جناب اسپیکر۔ جناب ظفر اللہ جمالی صاحب نے ایک تحریک التواء کا نوٹس بھی دیا ہے۔ مگر قاعدہ ۷۲ (ط)، ۱۲۴ اور ۱۲۰ (ت) کے تحت کوئی تحریک التواء ایسے دن پیش نہیں کی جا سکتی ہے جو میزانیہ پر عام بحث یا رائے شماری کے لئے مختص کیا گیا ہو۔ جیسا کہ معزز رکن کو معلوم ہے کہ آج سے ۲۱ / جون تک میزانیہ پر بحث اور مطالبات زر پر رائے شماری ہوگی۔ ۲۲۔ جون کو جمعہ ہے لہذا یہ تحریک التواء ۲۳ جون ۱۹۹۰ء کو ایوان میں پیش کیا جا سکے گا۔ اب ضمنی میزانیہ پر عام بحث شروع کرتے ہیں۔ جو معزز اراکین آج ضمنی میزانیہ پر عام بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ سیکرٹری اسمبلی کو اپنا نام دے دیں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی۔

جناب اسپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ سے مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر۔ جی فرمائیں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی۔

جناب اسپیکر آپ نے فرمایا کہ جب میزانیہ پیش ہو رہا ہو تو اس میں تحریک التواء نہیں آتی۔ اگر رول ۷۲ میں وہ دیکھ لیتے تو ٹھیک ہے یہ آپکا پرورو گیٹو (Pro rogative) ہے۔ یہ آپکی صوابدید پر ہے کہ آپ اسے پیش ہونے دیں یا نہ دیں۔ آپ نے یہ فرمایا

میں لایا جائے گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

میر ظفر اللہ خان جمالی۔

جناب اسپیکر! ملکیت کا سوال نہیں ہوتا جہاں پر ملکیت ہوتی ہے ... کے لیے اور کچھ نہیں کرنا پڑتا ہے صرف قانونی ... لینا پڑتا ہے۔

جناب اسپیکر۔ ... بجٹ ... اور ... پر بحث ہو سکتی ہے جو حضرات ضمنی میزانیہ بابت سال ۱۹۹۰-۱۹۸۹ پر بحث کرنا چاہتے ہیں وہ اپنے خیالات کا اظہار باری باری کریں اور اپنا نام سیکرٹری اسمبلی کو دے دیں۔

مولانا محمد اسحاق خوستی۔

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم اما بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ ۔
جناب اسپیکر اور معزز ایوان موجودہ بجٹ پر بحث کے لیے جو ... دیا گیا ہے۔ جناب والا حزب اختلاف کا مقصد ... بات ... (مداخلت)

میر جان محمد جمالی (صوبائی وزیر)

(پوائنٹ آف آرڈر) جناب اسپیکر! آپ نے ۹۰-۸۹ کے بارے میں بحث کی اجازت دی تھی۔

ہیں البتہ مولانا صاحبان کل اس بنچ پر تھے لیکن آج اس طرف بیٹھے ہیں۔

جناب والا! ۹۰-۱۹۸۹ء کے ضمنی بجٹ کا جہاں تک تعلق ہے اس پر غور کیا جائے تو میرے خیال میں تین چار مدات اسیمی ایسی ہیں جن پر بیشتر پیسہ خرچ ہوا ہے اسکو (Justify) کرنے کیلئے کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ معزز ایوان اسکی منظوری دیدے۔ جناب اسپیکر۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ اس پر غور کریں۔ کہ ڈویلپمنٹ سائیڈ پر کتنا خرچ ہوا اور نان ڈویلپمنٹ سائیڈ پہ کتنا خرچ ہوا۔ اگر آپ غور سے دیکھیں جنرل ایڈمنسٹریشن نان ڈویلپمنٹ سائیڈ۔ اور اسکے علاوہ بیورو کریسی پر جو خرچہ ہوا سیکرٹری صاحبان اور آفیسر صاحبان نے غالباً وزیر اعلیٰ کی خوشنودی کے لئے کہا کہ سب ٹھیک ٹھاک ہے انہوں نے لمبے چوڑے وعدے کئے ہم انتظار کرتے رہے جب بجٹ ٹھیک ہے تو کیسے پورا نہیں ہوتا۔ آپنے جتنا بجٹ بنایا ہے اس پر عمل کیا جائے۔ ہمارا بجٹ یکم جولائی ۱۹۸۹ء کو بنتا ہے لیکن اس پر عمل درآمد شروع ہوتے ہی صوبائی حکومت نے کہنا شروع کیا کہ صوبے کو پورا حق نہیں مل رہا۔ مرکز سے ہمیں پیسے نہیں مل رہے۔ جناب والا! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں صوبائی حکومت یہ کہنے میں حق بجانب ہے یہ ہمارا صوبہ ہے اور اس کا حق ہے جو اسکو ملنا چاہیئے بجٹ سے پہلے یا بجٹ بنتے ہی یعنی پہلے بھی اور بعد میں بھی ہمارا مطالبہ جائز تھا اور آج بھی جائز ہے جب آپ کہہ رہے ہیں کہ مرکز والے ہمیں پیسہ نہیں دے رہے ہیں تو آپکو دیکھنا چاہیئے تھا کہ ہم اس بجٹ کو کس طرح نبھائیں گے۔

جناب اسپیکر! یہ بجٹ تو اپنی جگہ پر رہا جو بجٹ بنا جس کے لئے مرکز سے پیسے نہیں ملے اور کافی (Hue and cry) ہوئی کہ اس بجٹ میں گذارہ نہیں ہوتا۔ میں حیران ہوں کہ مرکز کی اس قدغن کو سامنے رکھتے ہوئے یہ سپلیمنٹری

خدمت نہیں کر سکتے میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے وسائل یقیناً اتنے نہیں ہیں کہ ہم ایک عام آدمی کی ڈیمانڈز پوری نہیں کر سکتے البتہ میں کہوں گا کہ انکی ضرورت اور مطالبہ کے مطابق ان کو ہر چیز مہیا کرنے سے پہنچ نہیں کرتے ہیں اگرچہ یہاں پر ہمارے پاس چھوٹی سی کتاب اور چھوٹے سے اسکے ورق یعنی جتنے چھوٹے وزیر اتنے ہی چھوٹے کاغذ ہیں۔ جناب والا! اسکی منظوری آپ کس کھاتہ میں دیں گے اسکا ذمہ دار کون ہے۔ یہ کیوں نہیں کیا کہ ہم لیڈر آف دی ہاؤس کو اعتماد میں لیں انہیں قائل کریں کہ جناب یہ بجٹ ہم نے بنایا ہے جس میں اتنا پیسہ ملا اتنے وسائل ہمارے پاس تھے اور یہ وجہ تھی کہ ہم تجاوز کر گئے جناب اسپیکر میری سمجھ اور ناقص عقل ودانست مجھے یہ کہنے پر مجبور کرتی ہے اور میں اس سپلیمنٹری بجٹ کو کمپلیمنٹری بجٹ کہوں گا۔ وزیر اعلیٰ یا کسی وزیر صاحب کے کمپلیمنٹری حساب کتاب میں چاہے سیدھے یا چور دروازے سے انکی ضرورت کو پورا کیا گیا یا پورا کرنے کی کوشش کی گئی اور نتیجہ میں اس مد میں پیسہ بڑھا۔ جناب والا! یہ ایک غریب صوبہ اور محدود وسائل اور اسکے ساتھ مرکز کے ساتھ چپقلش جبکہ پیسہ پورا نہیں ہمارے پاس وسائل نہیں کہ ٹیکیشن (Taxation) کریں۔ یہ بھی گورنمنٹ کی مہربانی کہ اسنے بجٹ میں نئے ٹیکس نہیں لگائے۔ لیکن میں تو کہتا ہوں کہ بلوچستان کے پاس ہے کیا ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں جو کچھ بھی ہے آپکے سامنے ہے۔ جناب اسپیکر۔ مجھے اجازت دیں کہ میں ایوب خان کے زمانے کا قصہ آپ کے سامنے بیان کروں۔ اس کے زمانے میں میری طرح دو چار بیروزگاروں نے ایک انجمن بنائی انہوں نے اخباروں میں اشتہار دیا کہ ہم بیروزگاروں کو کام فراہم کریں گے اور ان چاروں بیروزگاروں میں ایک ذرا سیانا تھا غالباً ہمارے ایکٹنگ وزیر خزانہ کی طرح بہرحال اس نے کہا کہ بھائی ہم تو چاروں خود بیروزگار ہیں تو ہم کیسے بیروزگار لوگوں کو روزگار فراہم کریں گے؟

آجاتی ہیں کہیں سے امداد مل جاتی ہے کہیں کٹوتی سے پیسہ بچ جاتا ہے کئی اتفاقی چیز ہو جاتی ہے میں مانتا ہوں کہ حکومت کی ترجیحات بھی بدلتی رہتی ہیں۔ کبھی ترجیح تعلیم کو ہے تو چار مہینے کے بعد ترجیح (ب) کو ہوتی ہے۔ ترجیحات بدلتی رہتی ہیں۔ اگرچہ اب آپکی حکومت کو سولہ ماہ گزر چکے ہیں مگر یہ ایک حکومت کی پالیسی ہوتی ہے آپ کسی کو دیدیں۔ ترجیحات پر ہم کو نہ شبہ ہے نہ اعتراض کرنا چاہیئے جو بھی حکومت آتی ہے اسکی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں اسکی اپنی پالیسی ہوتی ہے مگر جناب والا! یہ سراسر ناانصافی ہوگی اس صوبے کے عوام کے ساتھ لیکن روایت کو سامنے رکھتے ہوئے میں مجبور ہوں کہ اسکو ہاں کروں۔ روایت کی بات اور ہے اس کے برخلاف ہمیں جو انشورنس ملی ہے اسکو سامنے رکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ غریب صوبے کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ بلوچستان کے عوام کے پیسے کی دھجیاں اڑائی گئی ہیں۔ چاہے وہ ایڈمنسٹریشن میں لگے ہیں چاہے وہ دعوتیں تھیں چاہے ٹرانسپورٹ تھی چاہے وہ بیچارو کی خریداری تھی چاہے کرولاز کا اضافہ تھا کچھ بھی تھا میں سمجھتا ہوں کہ غریب صوبہ اس کا متحمل نہیں ہو سکتا ہے۔ میری گذارش ہے میں یقین کر سکتا ہوں اور مجھے یقین بھی کرنا چاہیئے کہ وعدے ٹریژری بنچز نے عوام سے کئے ہیں اور میں آپ سے بھی مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ آپ بھی کل تک ٹریژری بنچز کے ساتھ رہے ہیں۔ جناب والا! جو وعدے آپ نے اور ٹریژری بنچز نے کئے ہیں جو آپ نے اس غریب صوبے کے لئے کہا ہے آپ اسکا پاس رکھیں اور ہم سے ایسی حرکتیں نہ کرائیں جس کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے ہیں۔ اور جن کا تعلق ہم سے نہیں ہے۔ ایک اسمبلی ممبر کی حیثیت سے اور ایک بلوچستانی کی حیثیت سے اس صوبے کے عوام سے تعلق ہے ہر ایک کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیئے اور اپنا احتساب کرنا چاہیئے۔ آپ دیکھیں کہ آیا آپ اس کو پاس کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگرچہ کٹوتی کے لئے کہا جائے ہم نے اس کے متعلق نہیں کہا۔

کہ ۲۲ تاریخ تک چونکہ میزانیہ پیش ہو رہا ہے اور اسکے بعد ۲۳ تاریخ کو یہ پیش
ہوگی۔ جناب والا ۱۴/ جون والا قصہ نہ ہو جائے۔ اس دن بھی آپ نے کچھ دوستوں
سے فرمایا تھا کہ جب بجٹ تقریر ختم ہوگی تو میں آپکو بولنے کی اجازت دونگا۔ ایسا نہ ہو کہ
۲۲/ جون کو اگر آپ نے اجلاس کو پروروگ (prorogative) کرنا ہے اور ۲۳/
جون کو اجلاس نہ ہو۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے اگر کہ ۲۳/ جون کو آپکا اجلاس ہونا ہے۔
تو میں ۲۲/ جون کا انتظار کرونگا۔ اگر ۲۳/ جون کو اجلاس نہیں ہوگا۔ تو آپ چودہ جون والی
بات ہم سے نہ کریں۔ جناب ۲۲/ جون کو اجلاس ختم کر کے ۲۳/ جون کو سب گھر چلے جائیں
اور ہماری تحریک التواء ایسی ہی پڑی رہے اور پیش ہی نہ ہو سکے۔ کیونکہ یہ ایک بڑا ضروری
اور اہم معاملہ ہے۔ علاقہ آپکا بھی آتا ہے۔ ٹھیک ہے اسوقت آپکی مجبوری ہے کیونکہ
آپ اسپیکر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں علاقہ چیف منسٹر صاحب کا بھی آتا ہے۔ لیکن انکی
بھی مجبوری ہے کہ وہ چیف منسٹر ہیں۔ علاقہ شائد جان جمالی صاحب کا بھی آتا ہے، چونکہ وہ منسٹر
ہیں۔ آپ لوگ تو بولنے سے رہے۔ آپ لوگ اب اقتدار میں ہیں اسلئے آپ بول نہیں سکتے ہیں۔
اس علاقہ سے میں ایک ہی رہ گیا ہوں۔ لہٰذا کم از کم مجھے ہی بولنے دیا جائے۔ میں آپ
سے استدعا کرتا ہوں کہ برائے مہربانی اسمیں آپ کچھ گنجائش نکالیں۔ جناب اسپیکر!
چونکہ یہ صرف میرے علاقہ کا مسئلہ نہیں ہے یہ جتنے الاٹمنٹس ہیں یہ سارے صوبے
کا مسئلہ ہے۔

جناب اسپیکر۔

جمالی صاحب آپ نے اس پر باقاعدہ بحث شروع کر دی ہے۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں
کہ انشاء اللہ ۲۳ جون کو اجلاس ہوگا۔ اگر آپکی تحریک التواء رول کے مطابق ہو گی تو اسے ایوان

ان کو دے دیں۔ یہ ان کا فیصلہ ہوگا۔ جناب والا! میں اب۔
مولانا صاحبان برا نہ منائیں تو جناب جو میں نے چودہ تاریخ کو کہا ہے اس پہ
بھی قائم ہوں۔ بہرحال اس پہ آپ جو بھی رولنگ دینا چاہیں میں اسکا یقیناً منتظر رہوں گا۔
Without any grudge on without any aspersion on the Government or treasury benches.

مگر میں نے آخر میں صرف ایک چیز کہی تھی۔ میرے خیال میں شائد وزیر موصوف اسوقت
کر گئے ہیں۔ اگر کہ آئندہ کیلئے میں یہ بات آپکے نوٹس میں اس
سلپ (Slip) کہیں اسمبلی سیکرٹریٹ سے یا ٹریژری بنچز
لئے لانا چاہتا تھا کہ دوبارہ یہ غلطی سرزد نہ ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں
آئندہ کے لئے ایسی کوئی غلطی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں تو یقیناً یہ انکی مرضی
ہے۔ اگر اسے مزید الجھانا چاہیں تو بیشک اسے الجھا دیں۔

جناب اسپیکر۔ نواب محمد اسلم رئیسانی۔

نواب محمد اسلم رئیسانی۔

جناب والا! ہم ہمیشہ کہتے رہے ہیں کہ آپ اسمبلی کی کارروائی غیر جانبداری سے چلائیں۔ اور ہمیں آپ کی غیر جانبداری پر شک نہیں رہے۔

جناب والا! بجٹ سنہ ۹۰-۸۹ء کا سوال ہے یہ سپلیمنٹری بجٹ ہے تو یہ ایک آئینہ کی مانند ہوتا ہے اور جب انسان آئینے میں دیکھتا ہے تو اسکو اپنی شکل نظر آتی ہے پیسہ جسطرح انہوں نے خرچ کیا ہے اور یہ ضمنی بجٹ جس طرح انہوں نے پیش کیا ہے۔ یہ بعد کی بات ہے کہ اس کو پاس کرتے ہیں یا نہیں۔ اس پر بھی بات ہو سکتی ہے لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ ایک بچہ امتحان دیتا ہے اور وہ کچھ پرچوں میں فیل ہو جاتا ہے اور بعد میں اسکا ضمنی امتحان دیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت بلوچستان بھی فنانس کے پرچے میں فیل ہو گیا ہے۔

جناب والا! حکومت نے ڈیمانڈ ڈیفسٹ میں پینتیس لاکھ روپے رکھے ہیں آپ سبکو پتہ ہے سردی میں باغات کو نقصان ہوا ہے اور اس سال کچھی میں ژالہ باری سے ہمارے خربوزہ کی فصل خراب ہوگئی ہے ہم نے دیکھا ہے کہ زمینداروں کو اس سے ایک پیسہ بھی نہیں ملا ہے۔ جناب والا! اس ضمنی بجٹ سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بجٹ سنہ ۹۰-۸۹ء سپلیمنٹری بجٹ نہیں ہے یہ ایک منی بجٹ ہے جو کہ وزیر خزانہ ہاشمی صاحب ہوں یا وزیر اعلیٰ صاحب کسی اور کو خزانہ کا وزیر مقرر کریں وہ ۹۱-۹۰ میں بھی ضمنی بجٹ لائیں گے لیکن میں ان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پیسے خرچ کرنے سے پہلے جب وہ

جناب اسپیکر۔

مولانا خوستی صاحب ابھی ضمنی بجٹ ۱۹۸۹--۹۰ء پر بحث ہو رہی ہے نہ کہ اگلے سال کا آپ اس پر بحث کریں۔ آپ کل اس پہ بحث کر سکتے ہیں۔

مولانا محمد اسحاق خوستی۔

جناب اسپیکر! یہ گذرا ہوا بجٹ ہے اس پہ ہم کیا بحث کریں۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی (وزیر قانون وخزانہ)

جناب اسپیکر! میرا خیال ہے مولانا صاحب اس پر اسلیئے بحث نہیں کرنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ اس میں شامل تھے۔

مولانا محمد اسحاق خوستی۔

میں ابھی بھی بلوچستان ہوں آپکا کیا خیال ہے۔

میر ظفر اللہ خان جمالی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب والا! ضمنی بجٹ پر بجا طور پہ شاید جھجک محسوس ہو کہ پچھلے سال کے بجٹ پہ کیا بحث کرنا ہے جناب اسپیکر بچپن سے ایک گانا سنتے آئے ہیں کہ گذرا ہوا زمانہ آتا نہیں دوبارہ۔ حافظ خدا تمہارا" بہرحال جو گذر گیا سو گذر گیا۔ جہانتک ہمارا تعلق ہے ہم تو کل بھی اس بنچوں پر تھے آج بھی اس پر

بجٹ میں ممبران اسمبلی سے انکے اپنے حلقہ کے لئے اسکیمات کا کہا جاتا ہے ۔ لیکن جب ہم یہ اسکیمات دیتے ہیں جیساکہ پچھلے سال دیئے تھے اور اس سال بھی دیئے تھے ۔ پچھلے سال ہمارے اسکیمات ردکردیئے گئے اور اسی سال بھی رد کیئے گئے ۔ اس سلسلے میں میٹنگیں ہوئیں ۔ آخر ہم اسکیمات گھٹاتے گئے ۔ آخر میں میرے حلقہ کا ایک اسکیم رہ گیا لیکن وہ بھی اس بجٹ میں شامل نہیں ۔ بات یہ ہوئی کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے ۔ ہمیں مرکز نے پیسہ نہیں دیا اور کہا جاتا ہے کہ مرکز سے ہمارے تعلقات خراب ہیں جس کی وجہ وہ ہمیں پیسہ نہیں دیتا ہے ۔ ہمارے پاس جتنا پیسہ ہے اسے ہم اسی طریقہ سے خرچ کرتے ہیں ۔ لیکن اس ضمنی بجٹ کے بارے میں جبکہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے پھر بھی کروڑوں روپے خرچ کئے جارہے ہیں ۔ جیساکہ جمالی صاحب نے بھی کہا ہمارے دوسرے دوست نے بھی یہی کہا جیسے سول ڈیفینس ، نظم ونسق اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ وغیرہ وغیرہ ۔ اسوقت تک جو بھی رقم اس ضمنی بجٹ کے ذریعے سے خرچ ہوئی ہے ۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ بلوچستان کے کس حصہ میں اور کس جگہ پر کتنی کتنی رقم دی گئی ہے اور کتنی رقم ان سے باقی بچی ہے ۔ معلوم ہوا ہے کہ پوری رقم خرچ ہوئی ہے ۔ لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ کس کو کیا دی گئی ہے اور کتنی دی گئی ہے ۔

جناب والا ! اسلیئے میں اس ضمنی بجٹ کے اس طریقہ کار سے اتفاق نہیں کرتا لہٰذا میں گذارش کرتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ اور سالانہ بجٹ جو پیش ہوئی ہے اس پر دوبارہ نظر ثانی کی جائے ۔ جن لوگوں سے اور جن ایم پی اے حضرات سے اسکیمیں لی گئی ہیں ۔ انکے لئے اس ضمنی بجٹ سے کچھ رقم کاٹ کر کے جو اسکیمات ہم نے دیئے ہیں انکو شروع کی جائے اور بعد میں اس ضمنی بجٹ کو بنایا جائے ۔ شکریہ ۔

بجٹ کہاں سے آیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ایک سال تک سارے صوبے کو دھوکہ
دیتے رہے تو کیا ہم یہ تصور کریں کہ ایک عام آدمی کو یہ سمجھایا گیا کہ اسے منایا گیا اسکے
کانوں میں ڈالا گیا کہ اس بجٹ سے ترقی نہیں ہو سکتی لیکن [illegible] اس سے ایک
عام آدمی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اسکی مثال میں اس طرح [illegible] دو آدمی آپس
میں بندر بانٹ کریں ان میں سے ایک تھوڑا سیانا ہو [illegible]
اور اسکی آڑ میں چار روپے خود لے [illegible] اور اس [illegible]
کل خرچہ پانچ روپے لہٰذا اس ضمن میں میرے خیال [illegible]
کے تمام لوگوں اور صوبے کے عوام کے ساتھ مذاق [illegible]
میں متعدد بار کہا گیا اور باہر ریڈیو ٹیلی ویژن اور [illegible]
ہے اور ہمارے اخراجات پورے نہیں ہوتے ہم نے اپنی [illegible]
جتنی چادر ہو اتنے پیر پھیلانا ہیں اتنی چیخ و پکار اسمبلی [illegible] اسمبلی کے باہر
اخبارات ریڈیو اور ٹی وی کی زینت بنانے کے لیے کی گئی لیکن اسکے [illegible] آپ
سپلیمنٹری بجٹ لے کر آئے ہیں کہ جی اتنے پیسے بجٹ سے [illegible]
آپ اسکی منظوری دے دیں۔ جناب سپیکر۔ میری گزارش [illegible] کا
یہ دوسرا بجٹ ہے جب ہمارے اکابرین حکومت ۱۹۸۹-۹۰ [illegible] بنا رہے تھے تو اس وقت
کیا ان کو پتہ نہیں تھا کہ ان کے پاس کتنا پیسہ ہے کیا ان کو خبر نہیں تھا کیا انکو وزیر اعلیٰ
کی طرف سے ہدایات دی گئی تھیں کہ اتنا ہی بناؤ جتنا بجٹ ہے [illegible] حکومت کے لئے کیوں
خطرہ پیدا کرتے ہو۔ آپ لوگ میرے لئے مصیبت [illegible] سو رہے تھے
کیا حکومت نہیں تھی۔ تین مہینے پہلے اگر [illegible] نہیں تو [illegible] اس فلور آف دی
ہاؤس پر لیڈر آف دی ہاؤس نے کہا کہ [illegible] ہم عام آدمی کی پوری

سردار محمد خان باروزئی۔

جناب اسپیکر! ڈیڑھ سال کی مدت میں یہ غالباً ہمارا تیسرا بجٹ ہے، بجٹ ۱۹۸۸ء ۸۹ء - ۱۹۸۹ء - ۹۰ء اور ۱۹۹۰ - ۹۱ سپلیمنٹری بلکہ چوتھی اسکے بعد ۱۹۹۰ - بہرحال یہ حالات کا تقاضا ہوں گے اور حالات کی ضروریات ہوں گی کہ ان میں سے ہمیں گذرنا پڑا ایسی کوئی بات نہیں لیکن یہ جو دو بجٹ گذرے ہیں ۱۹۸۸ء - ۸۹ء اور ۸۹ ۱۹ - ۹۰ء اسمیں بجٹ پیش کرنے والوں کی طرف سے واضح وعدے اور وعیدکیئے گئے ہیں کہ آئندہ سپلیمنٹری بجٹ نہیں آئیگا اور آئندہ ٹریژری بینچز کیلئے زائد گاڑیاں نہیں خریدی جائینگی۔ ان وعدوں اور وعید کے درمیان آج پھر ہمارا یہ المیہ ہے کہ ہمارے پاس ہمارے سامنے اور ایوان کے اندر یہ سپلیمنٹری بجٹ پیش کیا گیا جو ان وعدوں اور وعید کی کنٹراڈکشن (Contradiction) ہے۔ بہرحال یہ سامنے ہے اور اسکی بس چلنے والی بات نہیں لیکن میں ایک بات واضح کردوں کہ میں جو کچھ بولونگا وہ انڈر پروٹیسٹ بولونگا۔ جناب والا! لاکھوں روپے کا سپلیمنٹری بجٹ۔ اسکے لیئے کونسا موقع چنا گیا ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ لایا جائے۔ ناگزیر حالات میں کرنٹ ایئر کیلئے خرچہ میں زیادہ ہونیکی بناء پر سپلیمنٹری بجٹ بھی آتے ہیں لیکن اس کرنٹ ایئر (Current year) کے اختتام سے کم ازکم سپلیمنٹری بجٹ دو چار مہینے پہلے آنے چاہئیں۔ آج کرنٹ ایئر کے ختم ہونے میں ۱۴ دن باقی رہ گئے ہیں، ہماری گورنمنٹ نے سپلیمنٹری بجٹ پیش کرنے کی تکلیف کی ہے جو میرے نزدیک اور میری رائے میں جمہوری انداز میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی ہے۔ کم ازکم اس بجٹ کو دو تین مہینے پہلے آنا چاہیئے تھا۔ جیساکہ میرے ایک ساتھی نے کہا کہ اس پورے ایوان کو اعتماد میں لینا چاہیئے تھا۔ ایسی کوئی بات نہیں کی

جناب والا! جب میرے صوبے کے وسائل اتنے ہیں ہم اس ضمنی بجٹ کو کہاں سے پورا
کریں گے۔ جو بجٹ دیا ہے آپ اس میں پورا کریں۔

جناب والا! پھر یہ ضمنی میزانیہ کہاں سے آگیا ہے تو میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ
صاحب سے پوچھتا ہوں کہ یہ سپلیمنٹری یا کمپلیمنٹری یا بیڑکیٹری بجٹ یہاں لایا گیا ہے
کہ اب آپ اس بجٹ کی منظوری دیں اس کے متعلق آپ سے عرض ہے کہ اس لئے ایک ٹیم
مقرر کریں آپ یہ ممبران حکومت سے لے لیں اپوزیشن سے لے لیں۔ ایم این اے یا سینیٹر شامل
کر لیں وہ یہ چھان بین کریں کہ یہ پیسہ کہاں سے آیا ہے۔ پیسہ تو آیا نہیں ہے تو پھر ضمنی
بجٹ کہاں سے آیا ہے پھر کیا یہ سپلیمنٹری بجٹ نوشکی کے راستے سے آیا ہے
ژوب کی طرف سے آیا ہے یا سندھ سے سمگل ہو کر آیا ہے یا اور دوستوں نے مدد کی
ہے یہ ضمنی میزانیہ کہاں سے آیا ہے پہلے تو آپ یہ بتائیں۔ کہ یہ ضمنی بجٹ کا پیسہ کہاں سے
آیا ہے اور اس کی بعد میں ضرورت کیوں ہوئی ہے اور اب آپ اس سپلیمنٹری بجٹ کو
منظوری کے لئے لائے ہیں۔ جب آپ جانتے ہیں کہ ہمارے پاس محدود وسائل ہیں
ہمارے پاس کچھ نہیں ہے پھر اصل بجٹ ایک طرف اور ضمنی بجٹ ایک طرف پیش کر دیا ہے

جناب والا! میں آپ کے توسط سے یہ عرض کرونگا کہ شاید میں حد سے کچھ تجاوز
کر گیا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہو کہ اس ایوان کا وقار مجروح ہو تو میں سمجھتا ہوں
کہ ایوان کی عزت بھی اسی میں ہے کہ آپ نے جو اس ایوان میں کہا ہے اور لیڈر آف دی ہاؤس
نے کہا ہے اور وزیر خزانہ نے کہا ہے برائے مہربانی اس کی پاسداری کریں۔ اس کا خیال
رکھیں اور اس غریب صوبے کے عوام کو بتائیں کہ اس سپلیمنٹری بجٹ کی ضرورت کیوں
محسوس ہوئی ہے۔ جناب والا! میں اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ ایک روایت ضرور ہے
میں اس کو تسلیم کرتا ہوں چاہے مرکزی لیول ہو یا صوبائی لیول ہو دوران سال کی آفات

یہ ہیں کہ کوئی ایسی سرگرمیاں انکی جنکی اوپر کسی کا چیک اینڈ بیلینس (Check and Balance) کیا گیا۔ میں نہیں جانتا کہ سیکرٹ سروس فنڈ کی روایت کہاں سے شروع ہوئی اور آجتک اسکے ختم ہونے کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ سیکرٹ سروس فنڈ پر ۴۰ لاکھ روپے زائد رقم خرچ کی گئی۔ اس مرتبہ اس سپلیمنٹری بجٹ کے مطابق اسکے لیئے ۴۰ لاکھ روپے کا خرچہ زیادہ رکھا گیا ہے۔ جبکہ اس سیکرٹ فنڈ کیلئے ۳۰ لاکھ روپے سالانہ بجٹ جب ۱۹۸۹ء ۹۰ کا آرہا تھا تو اسوقت بھی اسکے لیئے مختص کی گئی تھی۔ گویا اس کے معنی یہ ہیں کہ ۷۰ لاکھ روپے صرف سیکرٹ سروس فنڈ کیلئے ۸۹ ۱۹ء - ۱۹۹۰ء کیلئے خرچ کئے گئے۔ سیکرٹ سروس فنڈ جناب ہوتا کیا ہے۔ غالباً وہ فنڈ ہے جس کیلئے وزیراعلیٰ کو ایک سرٹیفکیٹ دینا پڑتا ہے جس کا کوئی آڈٹ نہیں ہوتا اور جسمیں صرف ایک سرٹیفکیٹ دینا پڑتا ہے کہ کس قدر رقم عوام کے مفاد پر خرچ کی گئی۔ کوئی نہیں تھا۔ انہیں انڈلج (indulge)

جناب اسپیکر! میں سمجھتا ہوں اس پہ توجہ دی جائے دل و ذھن کا ارادہ ہونا چاہیئے کہ اسکا چیک ہونا چاہیئے۔ اگر اسمبلی کا اس پر چیک نہیں ہوتا تو گویا اسمبلی ایک ربڑ اسٹیمپ بن کر بیٹھی ہوئی ہے ہمارے وزیرخزانہ یا قائم مقام وزیرخزانہ میں انہیں کیا کہوں نے جو بجٹ اسپیچ پڑھی اسکا اچھا خاصا مواد تھا اسمیں کہا گیا کہ اسلام آباد سے گرانٹس کے جو چشمے آنے والے تھے سوکھ گئے وقتاً فوقتاً اسکو اچھالا گیا اور یہ خوب اچھلے گئے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں کو یہ سحر نظر آنے لگا۔

جناب والا! سپلیمنٹری بجٹ برائے سال سنہ ۹۰-۱۹۸۹ء میں جو فگرز میں دونگا ان سے آپ اندازہ لگائیے گا کہ صفحہ ۱۰ ڈیمانڈ نمبر ۱۲ پر نیشنل ہائی ویز کیلئے تینتالیس کروڑ چونتیس لاکھ سے زائد دیئے گئے ہیں اسیطرح صفحہ ۱۵ ڈیمانڈ نمبر ۱۱

یہ پیسے خرچ کریں ان کو اس معزز ایوان کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ ہم دیکھیں کہ کس مد میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور اس کے لئے بعد میں اگر ہم کٹ موشن لانا چاہیں یا بحث کرنا چاہیں تو بحث کر سکیں۔ پھر اسکو بعد میں پاس کیا جائے۔

جناب! اس سپلیمنٹری بجٹ سے ہم ابھی سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بجٹ سنہ ۱۹۹۱-۹۰ء کے لئے بھی سپلیمنٹری بجٹ یا ایک منی بجٹ Mini Budget جو بھی وزیر صاحب ہوں گے، ہاشمی صاحب ہوں گے یا وزیر اعلیٰ صاحب کسی اور کو وزیر مقرر کریں گے۔ اس لئے ۱۹۹۰ - ۹۱ء کے لئے بھی ایک سپلیمنٹری بجٹ لائیں گے۔ لیکن میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پیسے خرچ کرنے سے پہلے جب وہ سپلیمنٹری بجٹ بنائیں گے تو اسے اس معزز ایوان کے سامنے پیش کئے جائیں تاکہ ہم دیکھیں کہ کن کن مد میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور اسکے بعد اگر ہم اسمیں کٹ موشنز لانا چاہیں۔ اس پر اعتراض کرنا چاہیں اور بحث و مباحثہ کے بعد اس پر عمل درآمد کی جائے ـــ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر۔ ہاشم شاہوانی صاحب۔

میر محمد ہاشم شاہوانی۔

جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے اس ضمنی بجٹ پر میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ میری اس ضمنی بجٹ کے بارے میں گزارش ہے کہ ایک بجٹ ہوتا ہے جسے ہم سالانہ بجٹ کہتے ہیں، لیکن اسکے ساتھ اسکے دوسرے یا تیسرے دن ایک ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس ضمنی بجٹ میں بھی کافی پیسہ خرچ ہوتا ہے، سالانہ

گئی۔ اسمبلی کو ایسا سمجھا گیا کہ اسمبلی ایک ربڑ اسٹیمپ ہے۔ جب چاہا، جہاں
چاہا اس اسٹیمپ کو لگادیا گیا ان باتوں کے بعد اب میں بجٹ کے چند فیچرز (Features)
پر آؤنگا۔ جناب والا! یہ سپلیمنٹری بجٹ ۹۰ - ۱۹۸۹
اس میں سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کیلئے زائد خرچہ ایک کروڑ اکہتر لاکھ روپے
ہوا ہے۔ اب بہت زیادہ جس چیز کا اعتراض کیا جائے وہ اپنا اثر کھو بیٹھتی ہے۔
یہ تباہ حال صوبہ اور یہ ساری باتیں سن سن کر کان پک گئے ہیں۔ بہرحال اب کہے بغیر نہیں
رہا جاسکتا کہ ایک کروڑ ۷۱ لاکھ روپے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے اوپر
زائد خرچ ہوئے۔ میری معلومات کے مطابق یہ زائد اخراجات براہ راست کابینہ کے اوپر
ہوئے اور پھر اگر آپ آگے اسکی تفصیل میں جائیں گے تو اسکی تفصیل یوں ہے۔
کہ ۸۲ کروڑ روپے کی گاڑیاں منگوائی گئی ہیں۔ ایوان کے اندر اس بات کی یقین دہانی
کرائی گئی تھی کہ مزید گاڑیاں نہیں منگوائی جائینگی اور اس شعبہ کے مالی ڈھانچہ پر یہ بوجھ
نہیں ڈالا جائیگا۔ ۶۲ لاکھ روپے کی گاڑیاں منگوائی گئیں۔ متفرق اخراجات سروسز اینڈ
جنرل منسٹریشن کی حد کے اندر ہے جناب والا۔ ۵۷ لاکھ ۵۰ ہزار روپے زائد خرچ
کیا گیا۔ اب یہ خرچہ سمجھ میں نہیں آتا اور بات اگر سمجھ میں نہ آئے تو خدشے لامحالہ
ذہنوں میں ابھرتے ہیں۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کیلئے ایک کروڑ ۷۰ لاکھ روپے کا بجٹ
سمجھ سے بات اونچی ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ بھی موجود تھا اور سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن
بھی موجود تھا۔ اپنے تجربوں میں ایک بیوروکریٹ دوسرے بیوروکریٹ میں اپنا تجربہ
سینہ بہ سینہ منتقل کرتے ہیں۔ اسکے مطابق بہرحال انکو ان کا سال کا خرچہ معلوم
ہونا چاہیئے۔ اسکے باوجود اتنی خطیر رقم زائد خرچ کی گئی ہے۔ میں نے جیسا کہ آپ سے
عرض کیا کہ وجہ سمجھ میں نہ ہو تو خدشے اور وسوسے جنم لیتے ہیں۔ خدشے اور وسوسے

سعید احمد ہاشمی (وزیر) :- جناب اسپیکر! اگر اجازت ہو تو دونوں بلکہ تینوں معزز ۔ ۔
کے جواب مختصراً جواب دینا چاہتا ہوں۔

سردار محمد خان باروزئی :- سعید ہاشمی صاحب کو بعد میں پڑھنا چاہیئے۔
جناب اسپیکر! اس تکلیف میں جناب سعید ہاشمی صاحب میں اس غلط فہمی میں رہا کہ شائد آپ ناموں
کا وہاں سے اعلان کرتے ہیں۔ میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں۔
میں باقی رہتا ہوں۔

جناب اسپیکر :- باروزئی صاحب میں نے کہا تھا کہ اگر کوئی اور معزز رکن بحث کرنا چاہتا ہے تو کرے۔

بالاڈ - اور بایاڈ کویت فنڈ کیلئے سینتالیس کروڑ اڑتالیس لاکھ مزید وفاقی حکومت نے دیئے اسطرح یہ کل رقم نوے کروڑ اکیاسی لاکھ بنتی ہے۔ گویا ایک ارب کے قریب رقم وفاقی حکومت سے بلوچستان کی حکومت کو ملی۔ اسکے باوجود اب یہ کہنا کہ وہاں کے چشمے خشک ہوگئے ہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسے کیا کہا جائے۔ جناب والا! چونکہ کل سے ہمارے بجٹ برائے سال ۹۱-۱۹۹۰ء پر جنرل ڈسکشن شروع ہوگی اس لئے بھی کچھ بچا کر رکھنا ہے لہٰذا آخر میں اتنا عرض کروں گا کہ لوگوں کے حافظے اتنے کمزور نہیں لوگوں کی احساس کی قوت ابھی اتنی منجمد اور مفلوج نہیں ہوئی اسلئے ہر صاحب اقتدار کو چاہیئے وہ اسطرح قدم اٹھائے اور یہ تصور کرے کہ لوگ مجھے دیکھ بھی رہے ہیں اور محسوس بھی کر رہے ہیں۔ جناب والا! آپکا شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ کیا کوئی اور معزز رکن ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہے گا چونکہ کوئی نہیں، لہٰذا اب متعلقہ وزیر فرمائیں۔

مسٹر سعید احمد ہاشمی (وزیر قانون و پارلیمانی امور) جناب اسپیکر! معزز اراکین نے ضمنی بجٹ کے سلسلے میں جو کچھ کہا جو گلے وشکوے کئے شکایتیں کیں۔ لیکن میں اپنی تقریر سمیٹتے ہوئے عرض کرونگا کہ انہوں نے شروع میں میرا کام آسان کر دیا۔ ہمارے ایک اور معزز رکن نے جہاں یاد دلایا کہ پچھلے سال وسائل کم تھے پچھلے سال جو بجٹ پیش ہوا اسمیں ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم کفایت شعاری کے ساتھ چلیں گے۔ اب کی طرح پچھلے برس بھی یہ یاد دلاؤں گا کہ ہمارے پاس وسائل کی کمی تھی ہم لمبی چوڑی اسکیمات نہیں بنا سکتے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہماری یہ کوشش بھی

تھی کہ ہماری اسکیمات کے اخراجات میں کمی کی جائے اور اپنے مقصد میں ہم کہاں تک کامیاب ہوئے اسکا ذکر میں نے اپنی بجٹ اسپیچ میں عرض کیا تھا۔ ہم نے خسارے میں بڑی حد تک کمی کی یعنی چالیس پینتالیس کروڑ روپے کی کمی کر لی۔

جناب اسپیکر! اس ضمنی بجٹ کی ضرورت اسلیئے پیش آئی۔ معزز رکن نے کہاکہ چار یا پانچ صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ ہمیں دیدیا اور اسکے ذریعہ ساڑھے پانچ کروڑ روپیہ اس حکومت نے ضائع کر دیا۔ سب سے پہلے تو میں انکا شکریہ ادا کرونگا کہ انہوں نے کم از کم یہ تو مانا۔ کہ صوبائی گورنمنٹس میں ضمنی بجٹ کی روایت ہر جگہ رہی ہے اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں کہ ہماری صوبائی حکومت پہلی مرتبہ کوئی سپلیمنٹری گرانٹس نہیں لا رہی ہے شروع میں جو تخمینے لگائے جاتے ہیں پی سی ون بنائے جاتے ہیں آمدنی کے ذرائع کا تعین کیاجاتا ہے۔ مثلاً فلاں فارمولا کے تحت وفاقی حکومت ہمیں اتنے فنڈز دے گی یا ہمارے اپنے مدات سے فلاں آمدن ہوگی اور انہیں فلاں طریقے سے خرچ کریں گے۔ ہر سال جو منظور شدہ اسکیمات ہوتی ہیں ان کے اخراجات بڑھتے ہیں قیمتوں میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے اسکے علاوہ افراط زر میں کمی بیشی روپے کی قیمت میں کمی وغیرہ اس کا باعث بنتے ہیں۔ وہ پراجیکٹس جن کیلئے بیرونی ممالک کو قرضوں کی ادائیگی کی جاتی ہے ان سب چیزوں کا اثر پڑتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہ نظام کمپیوٹرائیز بھی ہو سکے یا ہم ایسے قوانین بنالیں تو شاید ایسا ہوجائے اور یہ ممکن ہے کہ جب ہم یہ کہہ سکیں کہ ڈالر یا روپے کی قیمت میں ایک آنہ نہیں بڑھے گی یا پرائسز ہمیشہ یہی رہیں گے جناب والا! ان تمام باتوں کو مدنظر رکھا گیا ہے تو یہ ایسی مجبوریاں ہیں جو ہمارے بس میں نہیں ہیں۔ شکر ہے کہ ایوان کے دوسری طرف بیٹھے ہوئے حضرات یہ مان رہے ہیں کہ واقعی یہ روایت رہی ہے اور ضمنی بجٹ پیش کرنا کوئی نئی بات ہے

جناب اسپیکر! معزز ایوان کی توجہ میں سپلیمنٹری بجٹ سٹیٹمینٹ کے
پہلے صفحہ کی طرف دلاؤں گا آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ تقریباً ایک سو پانچ کروڑ روپے
سے کم ہو کر یہ خسارہ چالیس کروڑ روپے بن جاتا ہے ۔ جناب والا! یہ وہ اخراجات
ہیں جو ہم نے اس دوران کئے پچھلے سال کے بجٹ کا جب اعلان ہوا تھا جس کی اجازت
اور منظوری اس معزز ایوان سے لی گئی تھی اگر ہم دیکھیں تو یہ نظر آتا ہے ڈویلپمنٹ
ایکسپینڈیچر پر ترانوے کروڑ روپے ہم نے خرچ کئے باقی کوئی ساڑھے بارہ
کروڑ روپے کرنٹ ایکسپینڈیچر پر ہم نے خرچ کئے ہمارے معزز رکن نے ہمیں
یہ بھی یاد دلایا کہ اگر ہم اسکے آخری صفحات دیکھیں تو ڈویلپمنٹ ایکسپینڈیچر پر نوے
یا ترانوے کروڑ روپے ہم نے زائد خرچ کئے اور یہ ہمیں وفاقی حکومت نے دیئے تھے ۔ جناب والا!
ہم مانتے ہیں کہ حقیقتاً یہ پیسہ وفاقی حکومت کی طرف سے آیا ۔ اسی لئے ہم یہ سپلیمنٹری
بجٹ آپکے سامنے لائے ہیں کیونکہ پچھلے سال جون تک ہمیں پتہ نہیں تھا کہ وفاقی حکومت ہمیں
کس حد تک فنڈز دینے میں مہربانی کریگی اس کا تو ہمیں علم نہیں تھا کہ وہ کس حد تک
مہربان ہوگی یا کمی کریگی ۔

جناب والا! جو پیسہ ہمیں دیا گیا وہ ہم نے خرچ کر دیا اور وہی تفصیل ہم آپکے
سامنے لائیں گے جیسا کہ ایک معزز رکن نے کہا کہ
This dirty linen should be washed by those who were responsible for it.
اس ضمن میں یہ کہوں گا کہ اس میں کچھ گناہ گار وفاقی حکومت بھی ہے کیونکہ جب یہ پیسے
آئے اور ترقیاتی مد میں خرچ ہوئے اسیطرح جب ہم چار کروڑ کا جائزہ لیں یہ سب سبسڈی
میں خرچ ہوا اور ڈیٹ سروسنگ (Debt Servicing) کا جہاں تک تعلق ہے
وہ بھی وفاقی حکومت سے ہے وہ جب ہمارا حساب کتاب کرتی ہے تو یہ چار کروڑ

وزیرخزانہ جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو (۲ لاکھ ۶۲ ہزار ایک سو ۷۹) -/۲،۶۲،۱۷۹ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیراعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "سول ڈیفنس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر۔ تحریک جو پیش کی گئی ہے کہ ایک رقم جو (۲ لاکھ ۶۲ ہزار ایک سو ۷۹) -/۲،۶۲،۱۷۹ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیراعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "سول ڈیفنس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیرخزانہ جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو (ایک کروڑ ۱۳ لاکھ ۲۳ ہزار ۷۱) -/۱،۱۳،۲۳،۰۷۱ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیراعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "پبلک ہیلتھ سروسز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر! تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ایک رقم جو (ایک کروڑ ۱۳ لاکھ ۲۳ ہزار ۷۱) -/۱،۱۳،۲۳،۰۷۱ روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیراعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "پبلک ہیلتھ سروسز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ - جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو (۲ لاکھ ۳۷ ہزار ایک سو ۴۲) ۲۳۷،۱۴۲/- روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "کھیل اور تفریحی سہولیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر ! تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ایک رقم جو (۲ لاکھ ۳۷ ہزار ایک سو ۴۲) ۲۳۷،۱۴۲/- روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "کھیل اور تفریحی سہولیات" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ - جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو (۲۵ لاکھ ۴۲ ہزار ۵ سو ۵۲) ۲۵،۴۲،۵۵۲/- روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "سماجی تحفظ اور سماجی بہبود" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر - تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ایک رقم جو (۲۵ لاکھ ۴۲ ہزار ۵ سو ۵۲) ۲۵،۴۲،۵۵۲/- روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "سماجی تحفظ اور سماجی

مطالبات زر برائے - -

جناب اسپیکر - اب وزیر متعلقہ مطالبات زر ایوان کے سامنے پیش کریں۔

مطالبات زر

مسٹر سعید احمد ہاشمی وزیر قانون و پارلیمانی امور و خزانہ

جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو (۳ کروڑ ۸۰ لاکھ ۳۷ ہزار ۴ سو ۸۰) ۳،۸۰،۳۷،۴۸۰/- روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی ... عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد

جناب اسپیکر تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ایک رقم جو (ایک کروڑ ۶۴ لاکھ ۷۰ ہزار) ۱,۶۴,۷۰,۰۰۰/- روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء دوران بسلسلہ مد "امن عامہ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو (۴۳ کروڑ ۳۳ لاکھ ۱۹ ہزار) ۴۳,۳۳,۱۹,۰۰۰/- روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء دوران بسلسلہ مد "کمیونٹی سروسز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ایک رقم جو (۴۳ کروڑ ۳۳ لاکھ ۱۹ ہزار) ۴۳,۳۳,۱۹,۰۰۰/- روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "کمیونٹی سروسز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر خزانہ جناب اسپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو (۴۷ کروڑ ۴۷ لاکھ ۸۷ ہزار) ۴۷,۴۷,۸۷,۰۰۰/- روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ

ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "اکنامک سروسز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب اسپیکر تحریک جو پیش کی گئی یہ ہے کہ ایک رقم جو (۴۷ کروڑ ۴۷ لاکھ ۸۷ ہزار) ۴۷،۴۷،۸۷،۰۰۰/- روپے سے متجاوز نہ ہو، وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۹۰ء کے دوران بسلسلہ مد "اکنامک سروسز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اسپیکر مطالبات زر منظور ہوئے اور ضمنی بجٹ بابت سال ۹۰-۱۹۸۹ء منظور ہو گیا۔

جناب اسپیکر اب اسمبلی کی کارروائی کل شام چار بجے تک ملتوی کی جاتی ہے۔

(شام پانچ بجکر پینتالیس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس مورخہ ۱۸ جون سنہ ۱۹۹۰ء (بروز دوشنبہ) شام چار بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)

(گورنمنٹ پریس بلوچستان کوئٹہ ۴۵۶ ر ۴ ر ۹۲ تعداد ۲۰۰ کتاب)